OPEN ACCESS
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

Al-Āfāq Islamic Research Journal
http://alaafaqjournal.com/index.php/alaafaq/index
Vol. 04, Issue: 02, Dec-2024, PP: 21-32

علم مقاصد شریعت کی اہمیت، اہل فن کی خدمات، حدود اور شرائط

The Importance of the Objectives of Shariah: Contributions of Experts, Limits, and Conditions

***Dr. Fazail Asrar Ahmad**
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Government Allama Iqbal Graduate College, Sialkot, Pakistan.
fazailkh11@gmail.com
****Dr. Inam ur Rehman**
Lecturer, Shaikh Zayed Islamic Centre,
University of Peshawar, Peshawar, Pakistan.
*****Abdul Wahab**
Researcher Scholar MS Islamic Studies,
Shaikh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Peshawar, Pakistan.
abdulwahab315049@gmail.com

Abstract:
This research explores the significance of Maqasid al-Shariah (Objectives of Islamic Law), emphasizing its essential role in understanding the deeper wisdom behind Islamic rulings. The study outlines the contributions of classical and contemporary scholars such as Imam al-Ghazali, al-Shatibi, and Ibn Ashur, who laid the foundation for and expanded the discourse on Shariah objectives. It further highlights the boundaries of this discipline, including its subordination to definitive texts and the necessity for juristic expertise. Lastly, the paper discusses the prerequisites for the valid application of Maqasid, such as knowledge of Shariah, contextual awareness, and ethical responsibility. The study concludes that a balanced and principled approach to Maqasid is essential for relevant and sound Islamic legal reasoning in the modern world.

Keywords: *Purpose of Commands, Maqāshid Shari'ah, Literary Services, Limits in Shariah, Conditions in Shariah.*

تعارف

شریعت کا کوئی حکم مقصد سے خالی نہیں، خواہ ہماری رسائی اس تک پہنچ سکے یا نہ پہنچ سکے، گزشتہ ادوار میں بہت ساری کتابوں میں اس کی وضاحت کی گئی ہے؛ لیکن یہ خاص فن کی شکل میں موجود نہیں تھا، سب سے پہلے امام ابو اسحق شاطبیؒ نے با قاعدہ طور پر اپنی کتاب کا ایک جزء اس کے لئے مختص کیا اور مقاصد کے تعلق سے جو بنیادی فنی بحثیں ہو سکتی تھیں، وہ کیں، اس وقت یہ علم مرتب اور مدون ہو کر با قاعدہ ایک فن کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور خصوصیت کے ساتھ فقہ نوازل کے حل کرنے اور جدید دور کے سائنٹیفک ذہنوں کو مطمئن کرنے کے لئے یہ علم بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، ذیل میں اسی کا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

"مقاصدِ شریعت" با قاعدہ ایک علم ہے۔ مقاصد: یہ مقصد کی جمع ہے اس کے معنی ہیں: میانہ روی جو افراط و تفریط سے پاک ہو۔ قرآن کریم میں ہے "وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ"[1] اپنی چال میں میانہ روی رکھو۔ اسی طرح حدیث مبارک میں ہے:

" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ يُنْجِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللهُ بِرَحْمَةٍ، سَدِّدُوا، وَقَارِبُوا، وَاغْدُوا، وَرُوحُوا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا.» "[2]

میانہ روی سے دین پر چلتے رہو، منزل تک پہنچ جاؤ گے۔

شریعت عربی زبان میں پانی کے منبع اور سرچشمہ کو کہتے ہیں، نیز دین، ملت، طریقہ، سنت اور منہاج پر بھی شریعت کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جس طرح پانی انسانی زندگی کی بقاء اور تروتازگی کے لیے ناگزیر ضرورت ہے، اسی طرح دین اسلام انسانوں کی روحانی اور مذہبی زندگی کی بقاء اور اصلاح کا سرچشمہ اور منبع ہے، اسی دین اسلام سے انسانوں کی دنیوی اور اُخروی فلاح و بہبود اور اللہ تعالیٰ کے ہاں رضامندی جڑی ہوئی ہے۔

مقاصدِ شریعت کا اصطلاحی معنیٰ:

اولا مقاصد شریعت با قاعدہ علم کی صورت میں موجود نہ تھا بلکہ اس کو علم اصول فقہ کا ہی ذیلی موضوع تصور کیا جاتا تھا اس وجہ سے مصلحت منفعت، اسرار اور حکمت کی جو اصطلاحات ملتی ہیں مستقل علم کی صورت اختیار کر گئی۔ اس کے متعلق شیخ نور الدین الخادمی لکھتے ہیں کہ:

المقاصد هى المعانى الملحوظة فى ا لأحكام الشرعية و المترتبة عليها سواء أكانت تلك المعانى حكماجزئية أم مصالح كلية أم سِمات إجمالية وهى تتجمع ضمن هدف واحد، هو تقرير عبودية الله و مصلحة الإنسان فى الدارين "[3]

"مقاصد شریعت سے مراد وہ اَہداف بھی ہیں جو شرعی اَحکام میں ملحوظ رکھے گئے ہیں اور وہ بھی ہیں جو اُن شرعی احکام پر مرتب ہوتے ہیں، چاہے وہ اَہداف جزوی حکمتیں ہوں، کلی مصلحتیں ہوں یا محض اجمالی نشانیاں ہوں اور یہ سب اَہداف اپنے ضمن میں ایک ہی ہدف رکھتے، اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اظہار اور انسان کے لیے دنیا اور آخرت میں فائدہ مندی"

علم مقاصد شریعت کی اہمیت:

اسلام کی نظر میں انسانی زندگی کا غرض وغایہ یہ ہے کہ اللہ کی رضا کا حصول ہو جائے اور انسان دنیا اور آخرت کے حسنات سے مستفیض ہو سکے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے معلوم ہو کہ اللہ کی رضا کے لیے عمل درکار ہے۔ عقیدے کی درستی، جذبات و احساسات کی ہدایت اور ان کے نتیجے میں اعمال صالحہ کی سعی وجہد انسان سے مطلوب ہے۔ جہاں تک فکری رہنمائی کا تعلق ہے، جس کے تحت عقیدے اور جذبات و احساسات آجاتے ہیں، اس کا وافر انتظام اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں موجود ہے۔ کتاب و سنت میں اس کے لیے ضروری ہدایات فراہم کر دی گئی ہیں، جن کی بنیاد پر انسان قیامت تک آنے والے تمام مسائل کا حل تلاش کر سکتا ہے۔ امتِ مسلمہ کے علمانے زندگی کے گوناگوں مسائل کے جوابات تلاش کرنے میں غیر معمولی محنت اور مشقت برداشت کی ہے، اور تمام لوگوں کی زندگی کے عملی مسائل کے حل کے لیے ان احکام کو تلاش کیا ہے، جو منشاے الٰہی کے مطابق ہوں۔ احکام کے اس مجموعے کو " فقہ " کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ عملی زندگی کے احکام کو شریعت کی روشنی میں تلاش و جستجو کی دلیل کے طور پر قرآن کریم کی جن آیات اور احادیث مبارکہ کا حوالہ دیا جا سکتا ہے، ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی بحث بھی ہے۔ جب معاذؓ یمن جارہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ وہ یمن میں شریعت کے احکام کیسے معلوم کریں گے؟:

" عَنْ مُعَاذٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ، قَالَ: «كَيْفَ تَقْضِي؟»، قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: «فَإِنْ لَمْ يَكُنْ كِتَابٌ؟» قَالَ: أَقْضِي بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَكُنْ سُنَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟»، قَالَ: أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ» "[4]

صحابی رسول ﷺ نے جواب دیا: "اَقْضِی بِکِتَابِ اللّٰہِ "﴿اللہ کی کتاب سے اخذ کروں گا﴾ آپ ﷺ نے دریافت کیا: فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ ﴿اگر کتاب اللہ میں نہ ملے﴾ حضرت معاذؓ نے جواب دیا: فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﴿اللہ کے

رسول ﷺ کے سنت میں) آپ ﷺ نے پھر سوال کیا: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا فِي كِتَابِ اللَّهِ (اگر اللہ کے رسول ﷺ کی سنت اور اللہ کی کتاب میں بھی نہ ملے) حضرت معاذؓ نے جواب دیا: أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي وَلَا آلُو (اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھوں گا)

اس حدیث کی روشنی میں کسی معاملہ میں منشائے الٰہی کو معلوم کرنے کا طریقہ اور اس کی ترتیب درج ذیل قرار پاتی ہے:

- اللہ کی کتاب میں تلاش کرنا
- اللہ کے رسول ﷺ کی سنت میں تلاش کرنا
- اجتہاد کرنا

درج بالا حدیث سے اجتہاد کے سلسلے یہ بات ظاہر ہے حضرت معاذؓ کے جواب میں ولا آلو ہے، یعنی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھوں گا۔ اس کام میں انتہائی درجہ کوشش امت مسلمہ کے مخلصین ہی کرسکتے ہیں اور اس کے لیے قرآن وسنت سے رجوع کرنے کی جو ضرورت ہوگی اس کا حق امت کے علما ہی ادا کرسکتے ہیں۔

طرق اجتہاد:

علماء امت مسلمہ نے اجتہاد کے کئی طریقے دریافت کیے ہیں۔ ہم بطور مثال دو طریقوں کا ذکر کرکے، دوسرے طریقے کے سلسلے میں چند مزید باتیں کریں گے۔ ایک طریقہ منصوص احکام پر مبنی ہے دوسرا غیر منصوص احکام سے متعلق، جہاں شریعت کے اصولوں، مقاصد، مصالح کے پیش نظر نئے احکام دریافت کیے جاتے ہیں۔ منصوص بنیادوں پر اجتہاد کا ایک مشہور طریقہ قیاس کہلاتا ہے، جہاں کسی نئی پیش آنے والی صورت (فرع) کے مماثل کسی پہلے سے معلوم حکم شرعی (جو براہ راست قرآن وسنت سے ماخوذ ہو) کی وجہ یا وصف (علت) پر غور کرکے اس نئی صورت حال کے بارے میں شریعت کا رویہ طے کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ نئی صورت حال کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا وہ فرض ہے، واجب ہے، مکروہ ہے، مباح ہے، حرام ہے وغیرہ۔[5] یہ بات ذہن رکھنا ہے کہ ہر نئی صورت حال کے لیے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں نص (text) کا پایا جانا ممکن نہیں ہے، اس سے غیر منصوص بنیادوں پر اجتہاد ضروری ہو جاتا ہے۔

غیر منصوص طریقۂ اجتہاد:

غیر منصوص طریقۂ اجتہاد میں ہم تین طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے، تیسرے طریقہ کے سلسلے میں مزید باتیں کریں گے:

تعریف استحسان: " الِاسْتِحْسَانُ: «مَا اسْتَحْسَنَهُ الْمُجْتَهِدُ بِعَقْلِهِ، فَإِنْ أُرِيدَ مَعَ دَلِيلٍ شَرْعِيٍّ فَوِفَاقٌ» ، أَيْ: فَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ؛ إِذِ الدَّلِيلُ الشَّرْعِيُّ مُتَّبَعٌ، وَانْضِمَامُ الْعَقْلِ إِلَيْهِ لَا يَضُرُّ، بَلْ هُوَ مُؤَكِّدٌ، وَإِنْ لَمْ يُرِدْ ذَلِكَ، بَلْ أُرِيدَ مَا اسْتَحْسَنَهُ الْمُجْتَهِدُ بِعَقْلِهِ الْمُجَرَّدِ بِدُونِ دَلِيلٍ شَرْعِيٍّ [6]"

یہ طریقہ قیاس سے قریب تر ہے۔ اسے قیاس کی ضد کے طور پر بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ طریقہ قیاس میں کسی حکم شرعی کے بنیادی وصف یعنی نمایاں علت کے پیش نظر نئے معاملے (فرع) کے بارے میں حکم لگایا جاتا ہے۔ طریقہ استحسان میں اس کے برخلاف کسی مصلحت، ضرورت، عرف (عادت) یا عموم بلویٰ کے پیش نظر ظاہری قیاس کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی مخفی یا باطنی قیاس کو ترجیح دی جاتی ہے۔[7]

اصول فقہ اور قاعدہ فقہیہ: یہ دو الگ الگ علوم ہیں۔ اصول فقہ اجتہاد میں مدد ومعاون ہیں اور اس سے مراد وہ اصول وضوابط ہیں جن کی بنیاد پر فقہی احکام معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ یہ اصول وضوابط کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ہی ماخوذ ہیں۔ فقہا کے ایک دوسرے گروہ نے قواعد

فقہیہ کے عنوان کے تحت ان قواعد کی نشاندہی کی ہے جن کی بنیاد پر شریعت کے احکام کا فہم آسان ہو جاتا ہے۔ یہ در اصل فہم دین اور فقہی تربیت کا ایک مضبوط ذریعہ ہے۔[8]

مصالح مرسلہ اور مقاصد شریعت:

مصالح مرسلہ کا ذکر سب سے پہلے امام مالکؒ نے کیا تھا-امام غزالیؒ نے مصالح مرسلہ کے لیے مقاصدِ شریعت کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ مقاصد اور مصالح کو ہم معنی الفاظ کے طور پر استعمال کیا ہے۔[9] یعنی ان امور کے احکام معلوم کرنے کا طریقہ جو براہ راست کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں موجود نہ ہوں ﴿وہ حکم جو براہ راست قرآن یا سنت رسول اللہ میں موجود ہو اسے حکم شرعی کہتے ہیں﴾ اس طرح حکم شرعی کی غیر موجودگی میں شریعت کے مقاصد کے پیش نظر حکم کی تلاش مقاصد شریعت کا بنیادی موضوع ہے۔ ہم اس پوری گفتگو کو درج ذیل نتائج تک پہنچا سکتے ہیں:

اس بحث کے نتائج:

- حکم شرعی کی غیر موجودگی میں نئے حکم کی تلاش میں حکم شرعی کے حوالے سے قیاس کیا جانا۔
- حکم شرعی کی غیر موجودگی میں نئے حکم کی تلاش میں حکم شرعی کے حوالے سے ظاہری قیاس کو کسی مصلحت کی وجہ سے نظر انداز کرتے ہوئے باطنی قیاس کے مطابق اجتہاد کیا جانا۔
- حکم شرعی کی غیر موجودگی میں نئے حکم کی تلاش میں حکم شرعی سے مستنبط اصول فقہ کے ذریعے اجتہاد کیا جانا۔
- حکم شرعی کی غیر موجودگی میں نئے حکم کی تلاش میں اصول فقہ سے مستنبط مقاصد شریعت کے ذریعے اجتہاد کیا جانا۔[10]

مقاصدِ شریعت کے ائمہ اور اھل فن:

- امام الحرمین الجوینیؒ ﴿متوفی:۴۷۸ھ﴾ ائمہ اصولیین میں بھی شمار ہیں اور مقاصد شریعت کے بانی بھی ہیں۔ موصوف امام الحرمین اس لیے کہے جاتے ہیں کہ حرمین مکہ و مدینہ دونوں مقامات کے امام رہ چکے تھے۔ شافعی فقیہ تھے۔ انھوں نے پہلی دفعہ ایک خاص ترتیب سے شریعت کے مقاصد اور اغراض سے بحث کی اور احکام کے علل کی بات کہی، جس سے ان کی مراد مقاصد شریعت کی سطحوں کی تھی۔ امام جوینیؒ نے پانچ سطحوں کا ذکر کیا۔ امام موصوف کے مایہ ناز شاگرد امام غزالیؒ نے انھیں تین سطحوں میں سمو دیا۔
- امام غزالیؒ ﴿متوفی:۵۰۵ھ﴾ جو امام جوینیؒ کے شاگرد خاص ہے۔ انھوں نے یہ بتایا کہ مقاصد شریعت سے وہی مراد ہے جو مصالح مرسلہ سے امام مالکؒ ﴿متوفی:۱۷۹ھ﴾ کی تھی۔
- امام غزالی نے مقاصد شریعت کو پانچ تحفظات میں بیان کیا۔ یہ پنجگانہ مقاصد ضرب المثل بن گئے۔
- امام فخر الدین الرازی ﴿متوفی:۶۰۶ھ﴾ نے اپنی کتابوں میں مقاصد شریعت کو اسلوب کے طور پر اختیار کیا۔ اسی طرح امام رازیؒ جیسے مصنفین نے اس علم کو خوب شہرت بخشی۔
- عزالدین عبد السلام ﴿متوفی:۶۶۰ھ﴾: جو مصر کے اولوالعزم شافعی فقیہ جو اپنی بے مثال جرأت، ہمت اور علمی حیثیت کی وجہ سے سلطان العلما کے لقب سے مشہور ہیں، انھوں نے تحریروں سے مقاصد شریعت کے مباحث کو آگے بڑھایا۔

- تقی الدین ابن تیمیہؒ (متوفی:۷۲۸ھ) یہی بات دمشق کے شافعی فقیہ ، جنھوں نے اپنے فتاویٰ میں مقاصد شریعت کا خوب استعمال کیا۔[11]

مقاصد شریعت اور امام شاطبیؒ کی خدمات :

امام شاطبیؒ نے مختلف عناوین کے تحت شارع کے مقاصد کو سمجھنے کی سعی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کن مقاصد کے پیش نظر انسانوں کو فراہم کی۔ ہم اس پوری گفتگو سے چند چیزوں کا انتخاب کر کے درج ذیل عناوین کے تحت بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

- شریعت کے قیام سے متعلق شارع کے مقاصد
- لوگوں کو شریعت کا فہم فراہم کرنے سے متعلق شارع کے مقاصد
- لوگوں کو شریعت کے تقاضوں کا مکلف بنانے سے متعلق شارع کے مقاصد
- لوگوں کو شریعت کے تحت لانے سے متعلق شارع کے مقاصد

مقاصد شریعت اور اھل فن کی گزارشات و تجاویز:

آج کل مختلف حلقوں میں "مقاصد شریعت" کا موضوع اُبھر رہا ہے- امام غزالی، امام عزالدین اور امام شاطبی رحمہم اللہ تعالی کے خوشہ چین ہونے کے ناطے اِس موضوع کی اہمیت اور اس کی ضرورت و افادیت مد نظر اہل علم کی خدمت میں چند گزارشات و تجاویز پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی، اگر سنجیدگی کے ساتھ ان امور پر غور کیا جائے تو دین و شریعت کے اصول و مبادی، احکام و مسائل اور منصوص و مسلمہ مسائل کی قدر و اہمیت کا پہلو واضح ہو جائے، وہ گزارشات و تجاویز یہ ہیں:

- کسی چیز کے "مقصودِ شرعی" ہونے کا مطلب عموماً یہ لیا جاتا ہے کہ شریعت مطہرہ نے تمام احکام یا چند مخصوص احکام دیتے ہوئے اس چیز کو ملحوظ رکھا تھا اور اسی بات کے تحقیق کے لیے شریعت نے یہ حکم جاری فرمایا تھا یعنی شرعی حکم کی بنیاد یہی بات تھی، اس تشریح کے مطابق مقاصد شریعت مدارِ حکم ٹھہرا، اَب اگر یہ موجود ہو تو حکم بھی متوجہ ہو گا اور یہ معدوم تو حکم بھی معدوم ہو گا، اَب ظاہر ہے کہ اس معنی میں کسی چیز کو مقصود شرعی ٹھہرانا اصول فقہ کی اصطلاح میں استنباط و تعلیل کے مترادف ہے جو کہ اجتہاد کے بنیادی اور اہم وظائف میں سے ہے، بلکہ اجتہاد کا اصل مقصود اور لب لِباب یہی ہے کہ منصوص مسائل میں غور وخوض کر کے اس حکم کی علت و اساس دریافت کی جائے پھر اس جیسے کسی غیر منصوص مسئلہ میں وہی علت تلاش کر کے اس میں بھی وہی حکم جاری کی جائے۔لہذا اجتہاد و استنباط کے لیے جو کچھ شرائط و وسائل درکار ہیں اور اس کے لیے جس قدر پختہ علم و استعداد کی ضرورت پڑتی ہے وہی وسائل و استعداد یہاں بھی لازم ہے اور جس طرح ہر لکھنے پڑھنے والے انسان کے لیے شرعی احکام میں اجتہاد و استنباط کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے یوں ہی "مقاصد شریعت" کے تعین کرنے کا بھی اختیار نہیں، اس خدمت کے انجام دینے کے لیے محض عربی زبان و بیان سے واقفیت کسی بھی طرح کافی نہیں ہے بلکہ یہ کام اتنی نزاکت و اہمیت اور دور رَس نتائج و اثرات کا حامل ہے کہ علومِ عربیت کے علاوہ باقی ضروری دینی علوم و فنون میں مہارت کا ہونا اس کام کا فطری اور ضروری تقاضا ہے جس کے بغیر یہ کام کماحقہ سرانجام نہیں دیا جاسکتا، خود علامہ شاطبی رحمہ اللہ تعالی نے باوجودیکہ وہ اس موضوع کے گویا مدوّن ہیں، لیکن انہوں نے بھی اپنی کتاب "الموافقات"

کے آخر میں "کتاب الاجتہاد" ذکر کیا اور اس میں ہر عربی دان کے لیے اجتہاد کا حق تسلیم نہیں کیا بلکہ تنقیح مناط اور تخریج مناط کے لیے کئی شرائط کا لحاظ رکھا خصوصاً "مقاصد شریعت" کے استنباط کے لیے ان شرائط کی رعایت رکھنے پر خوب زور دیا۔ امام عزالدین، امام شاطبی وغیرہ جن اہل علم نے اپنی پوری پوری زندگیاں مقاصد و مصالح کے اس فن کی آبیاری میں صرف فرمائی، انہوں نے کبھی بھی محض اس فن جاننے کو کلید اجتہاد نہیں سمجھا، بلکہ مقام اجتہاد و استنباط حاصل کرنے کے لیے دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ ایک اس فن میں مہارت پیدا کرنے کی شرط کو بھی ضروری ٹھہرایا اور پھر اس پر نظریاتی اور تطبیقی نوعیت سے مفصل کلام فرمایا کہ ائمہ مجتہدین نے کہاں تک اس کا لحاظ رکھا اور اس فن میں مہارت پیدا کیے بغیر کس طرح انسان غلطی کا شکار ہو جاتا ہے، اب اگر دیگر تمام شرائط کی رعایت رکھے بغیر محض مقاصد جاننے کو مقام اجتہاد پر فائز ہونے کی کنجی ٹھہرایا جائے اور اسی کے بنیاد پر کسی کو دینی مسائل میں اجتہاد و استنباط کرنے کا حق تسلیم کیا جائے تو یقیناً یہ ایک بڑی گمراہی کا مقدمہ ہو گا خصوصاجب کوئی اجتہاد کرنے کا دائرہ کار اور طریقہ کار سے بھی ناواقف ہو۔

- کسی شرعی مستند دلیل کا سہارا لیے بغیر یہ فیصلہ کرنا جائز نہیں کہ فلاں بات "مقاصد شریعت" میں سے ہے یا فلاں کام "مقصود شرعی" ہے، کیونکہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ کسی چیز کے مقصود شرعی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شارع نے احکام دیتے وقت اس بات کی رعایت رکھی تھی، لہذا کسی تسلی بخش دلیل کے بغیر کسی چیز کو مقصود شرعی ٹھہرانا گویا اللہ تعالی پر افتراء اور جھوٹ باندھنا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" وَلَا تَقُولُواْ لِمَا تَصِفُ أَلۡسِنَتُكُمُ ٱلۡكَذِبَ هَٰذَا حَلَٰلٞ وَهَٰذَا حَرَامٞ لِّتَفۡتَرُواْ عَلَى ٱللَّهِ ٱلۡكَذِبَۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَفۡتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلۡكَذِبَ لَا يُفۡلِحُونَ "[12]

" اور اپنی زبانوں سے جھوٹ بنا کر نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ پر بہتان باندھو بیشک جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں انکا بھلا نہ ہو گا۔ تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔"[13]

- اصولیین اور مجتہدین کرام کے نزدیک شرعی احکام کی علت معلوم کرنے کے مختلف اصول واسالیب مقرر ہیں جس میں بعض اسالیب اور بعض تفصیلات کے متعلق اصولیین کا اختلاف بھی رہا ہے، امام رازی رحمہ اللہ نے علت معلوم کرنے کے لیے اپنی کتاب "المحصول" میں دس طرق تحریر فرمائے ہیں: نص۔ ایماء۔ اجماع۔ مناسبت۔ تاثیر۔ شبہ۔ دوران۔ سبر و تقسیم۔ طرد۔ تنقیح مناط۔[14]
- پھر ان میں سے ہر ایک کے متعلق کچھ ضروری شرائط وتفصیلات ہیں جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اب اگر ان اصول کی پابندی کرتے ہوئے کسی بات کو مقصود شرعی ٹھہرایا جائے اور یہ فیصلہ کرنے والا بھی اجتہاد و استنباط کے لیے درکار صلاحیت و استعداد سے بہرہ ور ہوں، تو بہت اچھا، اس کو مقصود شرعی ٹھہرانا بھی درست ہے اور اس پر غیر منصوص احکام مرتب کرنا بھی جائز ہے، اور اگر ان اصول و اسالیب کی رعایت رکھے بغیر کسی بھی خودساختہ طریقہ سے کسی چیز کو مقصود شرعی قرار دیا جائے تو اس پر شرعی احکام کا مدار رکھنا ہرگز درست نہیں۔
- چنانچہ مقاصد شریعت کے موضوع پر بحث و مناقشہ کرنیوالے بعض حلقوں کا رویہ یہ ہے کہ وہ کسی بھی مناسبت کی وجہ سے ایک بات کو مقصود شرعی ٹھہرادیتے ہیں اور پھر اس کی ضد میں دسیوں ثابت شدہ مسائل واحکام میں ترمیم کی مہم شروع کر دیتے ہیں،

مثلاً قرآن و سنت میں کسی بات کا حکم دیا گیا یا کسی کام سے ممانعت کی گئی، اور اس میں اتفاق سے کوئی فائدہ یا نقصان کا پہلو بھی موجود ہے تو اس فائدہ کے حصول اور اس نقصان سے تحفظ کو مقصود شرعی ٹھہرایا اور اس کی بنیاد پر حل و ترمیم کا کام شروع کیا۔ حالانکہ اصولیین کے نزدیک محض اتنی تھوڑی بہت مناسبت سے کسی چیز کو بطورِ علت متعین نہیں کیا جاسکتا جبکہ تخریج مناط وغیرہ مختلف مراحل سے خوب احتیاط و چھان بین کے ساتھ اس کو گزارا نہ جائے۔[15]

- یہاں دو چیزوں کو الگ الگ سمجھنا اور ان کی جداگانہ حیثیت و مقام کا خیال رکھنا ضروری ہے، ایک چیز ہے علت یعنی شرعی احکام کی اصل بنیاد و اساس، اور دوسری چیز ہے اسرار و حکم، یعنی شریعت نے انسانیت کو جو کچھ احکام دیئے ہیں، ان میں کیا کچھ اسرار و رموز اور فوائد و مصالح پنہاں ہیں؟ پہلی چیز پر وجوداً و عدماً حکم شرعی کا مدار ہوتا ہے کہ اگر علت موجود ہو تو حکم بھی برقرار رہے گا اور علت نہیں تو متعلقہ حکم بھی معدوم، جبکہ اسرار و حِکَم پر شرعی احکام کا مدار نہیں رکھا جاتا، فوائد اور حکمتوں کی تو ایک پوری کائنات ہے اور بیچاری عقل انسانی اس پوری کائنات کا عملی احاطہ تو کیا کرے، اس کا سیر کرنا اور تمام حکمتوں تک رسائی حاصل کرنا بھی اس کے لیے مشکل اور نہایت مشکل ہے، لہٰذا اگر کسی حکم شرعی میں بظاہر کوئی مصلحت محسوس نہ بھی ہو تو بھی محض اس کی وجہ سے حکم ٹالنا درست نہیں۔ اب اگر کوئی شخص مقاصد شریعت پر احکام کا مدار رکھنا چاہتا ہے اور اس کسوٹی پر حلال و حرام کے فیصلہ کرنے کا خواہاں ہے تو گویا وہ مقاصد کو علت کے مترادف سمجھتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ تعلیق احکام کے اصول و ضوابط کو مکمل طور پر مدنظر رکھ کر ہی کسی چیز کے مقصود شرعی ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرے ورنہ تو اس کی حیثیت زیادہ سے زیادہ حکم و اسرار کی ہو گی جس پر احکام شریعت کا مدار رکھنا بالاتفاق غلط ہے۔ مقاصد شریعت کے موضوع کے ساتھ اعتناء رکھنے والے مختلف اہل علم حضرات کے طرز عمل اور ان کے علمی زندگی سے بڑی حد تک جادۂ اعتدال معلوم کیا جاسکتا ہے، چنانچہ علامہ خطابی، امام غزالی، امام عزّالدین اور علامہ شاطبی رحمہم اللہ، یہ ان حضرات کے اسماء گرامی ہیں جنہوں نے حیات زندگانی کا بڑا حصہ مقاصدِ شریعت کے استخراج و استنباط اور اس کی خدمت کی نذر کیا، اور اپنی ان ہی خدمات کے بدولت اس جیسے غیر مخدوم موضوع کو گویا ایک مستقل فن کی حیثیت دی، بالخصوص امام عزالدین کی "القواعد الکبری" اور علامہ شاطبی رحمہ اللہ کی "الموافقات" نے تو اس کو بامِ عروج تک پہنچایا، اس کے ساتھ ساتھ اگر دیکھا جائے تو ان تمام حضرات کو اللہ تعالی نے مضبوط علمی و عملی استعداد و لیاقت سے بھی نوازا تھا جس کی وجہ سے بہت سے معاصرین اور بیشتر متاخرین نے ان کو مجتہد تک بھی قرار دیا، لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ان تمام باتوں کے باوجود ان کا طرز عمل اور فتویٰ و قضاء اپنے ہم مذہب علماء کے موافق رہا اور اپنے اس وسیع علمی تجربہ اور مقاصد شریعت سے اچھی طرح واقفیت و مہارت کے باوجود انہوں نے جدید اجتہاد کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں فرمائی، نہ ہی "مقاصد شریعت" کو بنیاد پر منصوص مسائل میں ترمیم و حذف کی راہ اپنائی۔
- حضرت علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی نفیس کتاب "حجۃ اللہ البالغۃ" میں شرعی احکام کے جو کچھ توجیہات و مصالح لکھے ہیں، وہ بھی زیادہ تر اسرار و حِکَم کے قبیل سے ہے جس پر شرعی احکام کا مدار نہیں رکھا جاسکتا، چنانچہ آپ کے ہم عصر علماء اور آپ کے بعد آنے والے مستند اہلِ علم نے ہمیشہ اس کتاب کو اسی حیثیت کے ساتھ قبول فرمایا بلکہ آپ کے گرانقدر اولاد و احفاد اور

احباب و تلامذہ کا بھی یہی رویہ رہا ہے کہ شرعی احکام کے اسرار و رموز اور اس میں پنہاں مصالح و فوائد کو بیان کرنے کے لیے ان کے پاس ذخائر کے ذخائر تھے لیکن عمل، فتویٰ اور قضاء میں وہ اصولیین اور فقہاء کرام کے اصول و ضوابط کے پابند رہتے تھے اور مقاصد شریعت کے عنوان سے منصوص اور متفق علیہ مسائل میں کبھی حک یا ترمیم کے درپے ہونے کی جسارت نہیں فرمائی، خصوصاً آپ کے فرزند ارجمند سراج الہند حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، جن کو اللہ تعالی نے گوناگوں صفات و امتیازات سے نوازا تھا، ان کا یہی دستور رہا جو ان کے فتاویٰ اور تحریرات سے بآسانی معلوم کیا جاسکتا ہے۔

- اس کے بالمقابل جب آٹھویں صدی ہجری میں علامہ نجم الدین طوفی مرحوم نے مصلحت کی رعایت رکھنے پر حد سے کچھ زیادہ ہی زور دینا شروع کیا، اور "مصالح" پر شرعی احکام کا مدار رکھنے کا موقف اختیار کیا بلکہ اس کے مقابلے میں نص کو چھوڑنے تک پر آمادگی ظاہر کی، تو جمہور اہل علم نے اس وقت سے لیکر آج تک ان کے موقف کی واضح طور پر تردید و تنقید کی، اور مصلحت کے باب میں اس قدر وسعت دینے کو مسترد کر دیا۔

- کسی چیز کو مقاصد شریعت میں ٹھہرانے کے بعد اس کے حوالہ سے ہمارا طرز عمل اور عملی برتاؤ کیا ہونا چاہیئے؟ اس کا مقاصد شریعت میں سے ہونا قطعی ہے یا ظنی؟ کس حد تک اس کا پاس و لحاظ رکھنا ضروری ہے؟ اور کیا اس کی وجہ سے دیگر مسائل و احکام میں کچھ ترمیم و تبدیلی کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہاں تو کس نوعیت کے مسائل میں؟ صرف ظنیات میں یا منصوص و قطعی مسائل میں بھی کچھ حک یا اضافہ ہو سکتا ہے؟ اس مزعومہ مقاصد کا منصوص یا مستنبط مسائل کے ساتھ تعارض کے وقت کیا ضابطہ اختیار کیا جائے گا؟ یہ اور اس قسم کے تمام حدود و قیود کو واضح کرنا ضروری ہے، یہاں عموماً دیکھا یہ جاتا ہے کہ مقاصد شریعت کے عنوان کے تحت صرف غیر منصوص مسائل ہی میں حکم جاری کرنے پر اکتفاء نہیں کیا جاتا بلکہ ساتھ بہت سے منصوصی مسائل کو بھی اس بنیاد پر تختہ مشق بنایا جاتا ہے اور جہاں کہیں کوئی مسئلہ ان مزعومہ مقاصد شریعت کے خلاف نظر آیا تو اس مسئلہ میں ترمیم کا دروازہ کھولا، چاہے وہ مسئلہ منصوصی یا متفق علیہ کیوں نہ ہو۔
- مثلاً کچھ نصوص کو دیکھ کر یہ اخذ کر لیا گیا کہ امن و امان اور انسانیت کے درمیان حریت و مساوات کو برقرار رکھنا مقصود شرعی ہے، اب قتل مرتد، شرعی حجاب، اسلامی ممالک میں کفار کا ذمی ہو کر رہنا، کفار کے ساتھ دلی مودت و محبت کا ممنوع ہونا، مرد کے مقابلہ میں عورت کی گواہی، دیت اور حصہ میراث کم ہونا، وغیرہ کئی مسائل چونکہ اس مزعومہ مقاصد کے معیار پر پورے نہیں اترتے، اس لیے اب ان مقاصد کے حدود و قیود طے کرنے اور اس پر نظر ثانی کرنے کے بجائے ان منصوص مسائل میں ہی تبدیلی کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور اس کے لیے تاویل و تحریف کے نت نئے راستے نکالے جاتے ہیں تاکہ کسی طرح یہ مسائل ان مزعومہ مقاصدِ شریعت کے خلاف نہ رہیں۔
- اسی طرح مالی معاملات اور خرید و فروخت کے بارے میں شرعی نصوص کو دیکھ کر انسانی ضروریات پوری کرنا، مالی استحصال کا سدّ باب کرنا، مالی معاملات کے متعلق تنازعات ختم کرنے اور "ناحق" کسی کے مال کھانے کی ممانعت وغیرہ کچھ باتوں کو ان تمام نصوص و احکام کا "مقصود" ٹھہرایا گیا پھر اس کی بنیاد پر بیوعِ باطلہ، بیوعِ فاسدہ اور بیوع مکروہہ وغیرہ کے تقریباً سینکڑوں مسائل کو ان مزعومہ مقاصد کے بل بوتے تختۂ مشق بنایا گیا اور چند ایک صورتوں کو چھوڑ کر تمام مسائل کی گنجائش دی جانے لگی، حالانکہ ان میں

سے بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جن کی ممانعت صرف فقہاء کرام کی مستنبط کردہ نہیں بلکہ خود نصوص میں اس کی صاف ممانعت کی گئی۔

- حالانکہ اولاً تو کسی چیز کو مقاصد شریعت میں سے ٹھہرانے سے پہلے حد درجہ احتیاط و تامل کی ضرورت ہے اور پھر جب کسی بات کو یہ مقام دیا ہی جائے تو بھی ساتھ ساتھ یہ طے کرنا بھی لازم ہے کہ اس کی مقصودیت کس حد تک ہے؟ کیا شریعت کی نظر میں اس بات کی مقصودیت اس قدر اہم ہے کہ اس کہ وجہ سے دیگر مسائل میں تبدیلی کی جائے یا نہیں؟ پہلی صورت میں پھر کس نوعیت کے مسائل میں اس کے بل بوتے تبدیلی کی جاسکتی ہے؟ ان تمام حدود و قیود کو متعین کرنے کے بعد ہی اس راہ میں کوئی قدم اٹھایا جانا چاہیے، ورنہ تو اگر اِن اصول و ضوابط کالحاظ نہ رکھا جائے اور ہر کس و ناکس کو مقاصد شریعت مقرر کرنے پھر اس کے تنفیذ و تطبیق کرنے میں آزادی دی جائے جیسا کہ بعض جوانب سے اس کی صدائیں بلند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو خطرہ اور قوی خطرہ ہے کہ اس معصوم سے عنوان کے تحت پوری شریعت اور احکام شریعت کا مبارک ذخیرہ نت نئی تحریفات و تاویلات کے ایک گلدستہ کی شکل اختیار کرے گا، پھر بہت جلد شریعت قانونِ الٰہی رہنے کے بجائے بازیچہ اطفال بن جائے گی اور آئندہ آنے والے نسل کے لیے اس میں حق و باطل کی تمیز کرنا ممکن نہ رہے گا۔
- حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ نے بھی شرعی احکام کے اسرار و رموز پر ایک کتاب تحریر فرمائی تھی، اس کے مقدمہ میں آپ بڑی مناسب بات ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> ’’اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اصل مدارِ ثبوت شرعیہ کا نصوص شرعیہ ہیں جن کے بعد ان کے امتثال اور قبول کرنے میں ان میں کسی مصلحت و حکمت کے معلوم ہونے کا انتظام کرنا بالیقین حضرت سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ بغاوت ہے جس طرح دنیوی سلطنتوں کے قوانین کی وجوہ و اسباب اگر کسی کو معلوم نہ ہوں او وہ اس معلوم نہ ہونے کے سبب ان قوانین کہ نہ مانے اور یہ عذر کردے کہ بدون وجہ معلوم کیے ہوئے میں اس کو نہیں مان سکتا تو کیا اس کے باغی ہونے میں کوئی عاقل شبہ کر سکتا ہے؟ تو کیا احکامِ شرعیہ کا مالک ان سلاطین دنیا سے بھی کم ہو گیا؟ غرض اس میں کوئی شک نہ رہا کہ اصل مدار ثبوت احکام شرعیہ فرعیہ کا نصوص شرعیہ ہیں لیکن اسی طرح اس میں بھی شبہ نہیں کہ باوجود اس کے پھر بھی ان احکام میں بہت سے مصالح و اسرار بھی ہیں اور گو مدار ثبوت احکام کا ان پر نہ ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن ان میں یہ خاصیت ضرور ہے کہ بعض طبائع کے لیے ان کا معلوم ہو جانا احکام شرعیہ میں مزید اطمینان پیدا ہونے کے لیے ایک درجہ میں معین ضرور ہے گو اہل یقین راسخ کو اس کی ضرورت نہیں لیکن بعض ضعفاء کے لیے تسلی بخش و قوت بخش بھی ہے، اسی راز کے سبب بہت سے اکابر و علماء مثل امام غزالی و خطابی و ابن عبد السلام وغیرہم رحمہم اللہ تعالی کے کلام میں اس قسم کے لطائف و معانی مذکور بھی پائے جاتے ہیں۔‘‘ [16]

مصالح و مقاصد کا کہاں، کیسے اور کس حد تک اعتبار کیا جاتا ہے؟ اس کے متعلق عالم عرب کے مشہور عالم شیخ عبد الوہاب خلاف رحمہ اللہ نے اپنی تحقیق کا جو کچھ خلاصہ ذکر فرمایا ہے وہ بڑی حد تک مناسب اور معتدل ہے، آپ اپنی ایک کتاب ’’مصادر التشریع الاسلامی فیما لانص فیہ‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’مصلحت اور اس میں اختلاف کرنیوالے مختلف اہل علم کے کلام میں غور و خوض کرنے کے بعد تین باتیں بطور خلاصہ سامنے آتی ہیں: ا۔ معاملات کے باب میں جب کوئی حکم قطعی نص یا صریح اجماع سے ثابت ہو جائے تو اس سے دوسری طرف عدول کرنا

درست نہیں اِلّا یہ کہ کوئی ضرورت داعی ہو، کیونکہ ضرورت کے مواقع نص کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں، لہٰذا ضرورت کے وقت اس خاص نص سے عدول کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک نص سے دوسری نص کی طرف عدول کیا جائے۔[17] ۲۔ جن مسائل کا حکم قطعی نص یا صریح اجماع سے ثابت نہ ہو تو اگر وہاں کسی منصوص یا اجماعی مسئلہ پر قیاس ہو سکے تو اسی قیاس پر عمل کیا جائے گا اور اگر قیاس سے کام نہ لیا جا سکے تو وہاں لوگوں کی مصالح کا اعتبار ہوگا، لوگوں کی مصالح سے جلبِ منفعت یا دفعِ مضرت مراد ہے۔ ۳۔ جس ضرورت یا مصلحت کا شرعی احکام میں لحاظ رکھا جاتا ہے، ضروری ہے کہ اس کے تحقیق کا فیصلہ ایسی جماعت کرے جو عادل ہو، شرعی احکام اور دنیا کے مصالح جاننے میں پوری بصیرت کی حامل ہو، اس بات کا فیصلہ کسی ایک فرد یا چند افراد کے حوالہ کرنا درست نہیں۔ اسی لیے بعض اہلِ علم نے سدِ ذریعہ کے طور پر مصلحت کے باب کا ہی انکار فرمایا ہے۔"[18] مولانا شاہ اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ اصول فقہ پر اپنے متنِ متین میں تحریر فرماتے ہیں:

> "القیاس بمجرد رعایۃ المصالح والفاسد فاسد، الحکم بکون الوصف علۃ نظرا الی مجرد اشتمال علی المصالح والمفاسد باطل۔"
> محض مصالح ومفاسد کی رعایت رکھ کر قیاس کرنا فاسد ہے، ایک وصف کے محض کسی مصلحت یا مفسدہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس کو علت قرار دینا غلط ہے۔"[19] مقاصدِ شریعت اور طرق استنباط کے حوالہ سے آج کل مختلف حلقوں کی جانب سے بہت کچھ بے احتیاطی کا رویہ سامنے آرہا ہے اور چونکہ اس کی حیثیت بھی اصول وبنیاد کی ہے، اس لیے اس بے احتیاطی یا بدفہمی کی وجہ سے پھر موجودہ فقہی ذخیرہ کے حوالہ سے بھی شکوک وشبہات اور بے اعتمادی کی فضاء پیدا کی جارہی ہے جو سنگین گمراہی کا ذریعہ بن سکتا ہے، اس لیے اس موضوع پر بہت کچھ کلام کرنے کی ضرورت ہے۔[20]

خلاصہ بحث:

یہ مقالہ علمِ مقاصد الشریعہ کی اہمیت کو واضح کرتا ہے، جو اسلامی احکام کے پس منظر میں کارفرما حکمتوں اور مصالح کو سمجھنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اس تحقیق میں امام غزالی، امام شاطبی، اور علامہ ابن عاشور جیسے جلیل القدر علماء کی خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے جنہوں نے اس علم کی بنیاد رکھی اور اسے منظم انداز میں پیش کیا۔ مقالہ مقاصد الشریعہ کی حدود کو بھی بیان کرتا ہے، جن میں قطعی نصوص کے ساتھ عدم تعارض اور اصولی مہارت کی ضرورت شامل ہے۔ نیز، اس علم کی صحیح تطبیق کے لیے چند شرائط جیسے فقہی بصیرت، عصری حالات کا فہم، اور علمی دیانت کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ نتیجتاً یہ بات سامنے آتی ہے کہ جدید دور میں اجتہاد اور قانون سازی کے لیے علمِ مقاصد ایک معتدل اور اصولی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

نتائج البحث

علم مقاصد الشریعہ شریعت کی روح کا مظہر ہے۔ یہ علم اسلامی احکام کے پس پشت موجود حکمتوں اور مصالح کو اجاگر کرتا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شریعت صرف ظاہری احکام کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک جامع نظامِ حیات ہے۔ اہلِ فن کی خدمات نے علمِ مقاصد کو منظم اور مؤثر بنایا۔ امام غزالی نے "مصلحت" کا اصول متعارف کرایا، امام شاطبی نے اسے پانچ ضروریاتِ خمسہ کی صورت میں مرتب کیا، جبکہ ابن عاشور نے اس علم کو جدید انداز میں پیش کیا۔ مقاصد الشریعہ کے استعمال کی کچھ واضح حدود ہیں، ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ کوئی بھی مقصد قطعی نصوصِ شریعت سے متصادم نہیں ہو سکتا، نیز مقاصد کا تعین مکمل اجتہادی عمل ہے، اس لیے اس میں حد درجہ احتیاط درکار ہے۔ اس علم کی تطبیق کے لیے کچھ شرائط ناگزیر ہیں جیسے کہ اصولِ فقہ میں مہارت، زمان ومکان کا شعور، علمی دیانت اور شریعت کے بنیادی اہداف سے گہری واقفیت۔ ان کے بغیر مقاصد الشریعہ کا استعمال گمراہی کا باعث بن سکتا ہے۔ عصرِ حاضر میں علمِ مقاصد کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔ جدید مسائل میں

اجتہاد اور اسلامی قانون کی تفہیم کے لیے یہ علم ایک جامع، لچکدار اور اصولی بنیاد فراہم کرتا ہے، جو شریعت کو وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ بنانے میں مددگار ہے۔

@ 2024 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات

---

[1] القمان:۱۹

Luqman:19

[2] البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري (مصر: مکتبہ، سن اشاعت 2002)، حدیث نمبر: 6443

Al-Bukhaari, Abu 'Abd Allah, Muhammad b. Isma'il b. Ibrahim b. al-Mughirah ibn Bardzabah al-Bukhaari al-Ja'afi Saheeh al-Bukhaari, al-Tabaqat: al-Sultaniyyah, Ba'l-Taba'at al-Kubra al-'Amiriyyah, Babulaq, Egypt, 1311 AH, al-Raqim: 6443

[3] **ڈاکٹر محمد سلیمان منصور** الاجتہاد المقاصدی حجیتہ، ضوابطہ، مجالاتہ۔ ج ا۔ ص

Al-Ijtihad al-Muqaddas al-Hijita, Al-Niqata, Majalata, vol. 1, p. 52.

[4] العبسي، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي (ت ٢٣٥ هـ) مكتبة الرشد – الرياض الطبعة: الأولى، ٦:١٣، ١٤٠٩

Al-Kitab al-Musanif fi al-Ahadith wa'l-Athar Abu Bakr b. Abi Shayba, 'Abd Allah b. Muhammad b. Ibrahim b. 'Uthman b. Khawasti al-'Abbasi (d. 235 A.H(.

[5] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات فقہ (مصر: مکتبہ، سن اشاعت 2002) ص ۹۴

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi, Muhadirat Fiqh, p. 94

[6] الطوفي، سليمان بن عبد القوي بن الكريم الطوفي الصرصري، أبو الربيع، نجم الدين (المتوفى: ٧١٦ هـ) شرح مختصر الروضة، مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٠٧ هـ / ١٩٨٧ م، 193:3

Al-Tufi, Saliman b. 'Abd al-Qawwi b. al-Kareem al-Tufī al-Sirsari, Abu al-Rabi'i, Najam al-Din (al-Mutawfi: 716 A.H.), Sharh Al-Khattab al-Rawda, Mu'assat al-Risala al-Tabata: Al-Awli, 1407/1987, 193:3

[7] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات فقہ مكتبة الرشد – الرياض الطبعة: الأولى، ٦:١٣، ١٤٠٩ ص 102

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi, Muhadirat Fiqh, p. 102

[8] صدیقی، ڈاکٹر محمد نجات اللہ، مقاصد شریعت، صفحہ 105

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi, Muhadirat Fiqh, p. 105

[9] صدیقی، ڈاکٹر محمد نجات اللہ، مقاصد شریعت، صفحہ 24

Dr. Muhammad Nijatullah Siddiqi, Objectives of Shari'ah, p. 24

[10] الشنقیطي، محمد الأمين، المصالح المرسلة مکتبہ الجامعہ الاسلامیۃ سن اشاعت **1410** :ہجری (1990) عیسوی ص 123

123 Al-Shanqaiti, Muhammad al-Amin, al-Masalih al-Mursala

[11] عباسی، مولانا مشتاق احمد خطبات کراچی، **ناشر**: ادارہ صدیقیہ، ص 511

khutbat Karachi, p. 511

[12] النحل: ۱۱۶۔۱۱۷

Al-Nahl: 116. 117

[13] لاہوری، مولانا احمد علی رحمہ اللہ ترجمہ شیخ التفسیر مکتبہ الجامعہ الاسلامیۃ سن اشاعت: **1420**

Translation by Shaykh-ul-Tafseer Maulana Ahmad Ali Lahori (may Allaah have mercy on him(

[14] الجرجانی، سید شریف نفائس الأصول فی شرح المحصول، دمشق، سوریا. ۴:1421، ۱۴۷

Nafais al-'Asol fi Sharh al-Mahsool: 4/147

[15] الشنقيطي، محمد الأمين، المصالح المرسلة الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة الطبعة: الأولى، ١٤١٠ هـ- ص26

Al-Shanqaiti, Muhammad al-'Amin, al-Masalih al-Mursalat al-Jami'ah al-Islamiyyah, al-Madinah al-Munawarat al-Taba'ah: Al-Awli, 1410 AH, p. 26

[16] تھانویؒ، مولانا اشرف علی احکام اسلام عقل کی نظر میں ،مولانا اشرف علی، ناشر :ورلڈ اسلامک پبلیکیشنز، دہلی سن 1981: ۱۳

Ahkaam Islam in the Eyes of Reason: 13

[17] شیخ عبد الوہاب خلاف، مصادر التشریع الاسلامی فیما لانص فیہ ص:40-49

Shaykh 'Abd al-Wahhab -Khilaf, Sources al-Shari'a al-Islami fima lans fiyah, pp. 40-49

[18] مصادر التشریع الاسلامی فیما لانص فیہ جامعہ الدول العربیۃ، معہد الدراسات العربیۃ العالیۃ1955 ء قاہرہ" : ۱۰۱

Masaadir al-Shari'ah al-Islami fima lanasa fihe: 101

[19] الرسالة في اصول الفقه ص:15

Al-Risala fi Usul al-Fiqh, p.15

[20] صدیقي، ڈاکٹر محمد نجات اللہ، مقاصد شریعت، صفحہ ۳۳

Dr. Muhammad Muktullah Siddiqi, Objectives of Shari'ah, p. 33

[20] صدیقي، ڈاکٹر محمد نجات اللہ، مقاصد شریعت، صفحہ ۳۳

Dr. Muhammad Muktullah Siddiqi, Objectives of Shari'ah, p. 33